علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی عربی تصنیفات کا علمی و تحقیقی جائزہ

Allama Makhdoom Muhammad Hashim Thathwi's Scholarly Contributions in Arabic-Academic Overview and Analysis

*ڈاکٹر مفتی عزیز الرحمٰن سیفی

چیئرمین شعبہ سوشل سائنسز، محمد علی جناح یونیورسٹی کراچی

Abstract:

The Province of Sindh is wealthy province according to growth of scholars. It is called "BABUL ISLAM" the door of Islam because Muhammad Bin Qasim conquer this province and started Islamc civilization from this door. The first translation of Quran was also made in Sindhi Language at Alwar city of Sindh. Allama Makhdoom Muhammad Hashim Sindhi is also a well known and great writer and scholar of Sindh. He wrote many books in Arabic, Persian and Sindhi. This research article tries to explore his scholarly contributions in Arabic Language and Literature. No doubt he is considered a great writer, famous scholar and wealthy contributer in Arabic, Persian and Sindhi Literature. His scholarly contribtions reaches more then 1500 in count. This research article shower a spot light on his contributions in Arabic Language and Literature.

Keywords: Makhdoom Muhammad Hashim Thathwi, Allama Thathwi, Sindhi Ulama, Arabic Books by Ulama Sindh, Babul Islam, Hayatul Qari, Ithaful Akabir, Zareeatul wasool.

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم يعلم وصلى الله على حبيبه محمد وآله وسلم أما بعد:

برصغیر پاک و ہند میں سندھ کے راستے اسلام آیا اسی لئے اسے "باب الاسلام" بھی کہا جاتا ہے۔[1] دنیا کے مختلف خطوں کے علماء نے جہاں قرآن مجید کی خدمت کی ہے وہاں خطہ "باب الاسلام" سندھ کے علماء کرام و مشائخ عظام نے بھی اس میدان میں کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں بلکہ بعض محققین کے نزدیک دنیا میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن مجید سرزمین سندھ میں ۲۷۰ھ میں سندھی زبان میں سندھ کے شہر الور (موجودہ شہر روھڑی سندھ) کے ایک راجہ کے حکم پر کیا گیا۔ یہ ترجمہ گیارہ سو سال پرانا ہے، مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار ناخدا رامہرمزی نے عبد اللہ بن عبد العزیز ہباری والی منصورہ کے حال میں لکھا ہے کہ ۲۷۰ھ میں الور کے راجہ مہروگ بن رائگ نے عبد اللہ کو لکھا کہ وہ اسے اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے۔ چنانچہ امیر نے منصورہ سے ایک عالم دین عبد اللہ نامی (جو کہ سندھ میں رہ کر سندھی سیکھ چکے تھے) کو الور بھیجا اس نے راجہ کے لئے سندھی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی اور تین سال تک راجہ کو اسلام کی تعلیم دیتے رہے۔[2] زمانہ قدیم سے ہی سندھ کے علماء کی بڑی خدمات ہیں اور ان میں کثیر التصانیف علماء بھی گزرے ہیں شیخ محمد عابد سندھی، ابوالحسن سندھی اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی جیسے جلیل القدر علماء سندھ کی سرزمین پر پیدا ہوئے۔ سندھ کی اس زرخیز سرزمین نے بڑے بڑے سپوت مہیا کئے

جنہوں نے علم و تحقیق کے میدان میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان جید علماء میں علامہ سید مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل ہے۔

آپ کی پیدائش:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الاول بروز جمعرات ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء کو میر پور بٹھورہ شہر ضلع ٹھٹھہ سندھ میں ہوئی۔

زندگی گفت کہ در کاک پتیدم تبہ عمر

تا ازیں گنبد دیرینہ درے پیدا شد

آپ کا سن ولادت اس فقرہ سے نکلتا ہے۔ أَنْبَتَ اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا جو کہ ۱۱۰۴ھ ہے۔ آپ کا نام محمد ہاشم کنیت ابو عبدالرحمٰن اور لقب شیخ الاسلام، شمس الملت والدین، مخدوم الخادیم ہیں۔

آپ نسباً حارثی (پنہور) مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً سندھی تھے آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن خیر الدین حارثی رحمہم اللہ تعالیٰ ہے۔ نصف صدی تک آپ کی خانقاہ علم و فضل کا گہوارہ اور ارشاد و تلقین کا مرکز رہی۔ ہزاروں تشنگان علم نے وہاں آکر اپنی پیاس بجھائی اور سینکڑوں گمشتان علم نے وہاں آکر روشنی حاصل کی۔ [3]

تعلیم و تربیت اور علمی اسفار

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت مخدوم عبدالغفور سے حاصل کی تھوڑے عرصے میں حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے ٹھٹھہ شہر تشریف لے آئے اس وقت ٹھٹھہ شہر علم وادب و تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ وہاں آپ نے مخدوم محمد سعید رحمہ اللہ اور مخدوم ضیاء الدین رحمہ اللہ سے بقیہ تعلیم مکمل کرکے سند قراءت حاصل کی۔ ۱۱۱۳ھ میں آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا۔ [4]

حرمین شریفین اور دیگر علاقوں کا علمی سفر

حضرت مخدوم رحمہ اللہ کو علم حدیث و تفسیر و تصوف میں کمال حاصل کرنے کا شوق تھا یہ سعادت آپ نے ۱۱۳۵ھ میں حرمین شریفین کے سفر کے دوران وہاں کے جید علماء کرام سے حاصل کی۔ ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۳ء تقریباً اکتیس سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ نے اکابر علمائے کرام سے علم تفسیر، علم حدیث، علم تصوف اور دیگر علوم وفنون میں استفادہ کیا اور سندیں حاصل کیں۔

انگریز مستشرق، مہم جو، مترجم، ماہر لسانیات اور جاسوس رچرڈ فرانسس برٹن (1821ء/1890ء) کے مطابق "انہوں (محمد ہاشم ٹھٹھوی) نے ہندوستان اور عربستان کا سفر کیا۔ عربی، فارسی زبانیں اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ دوران سفر انہوں نے عیسائی پادریوں سے بہت سے مناظرے کئے اور ان کے مذہب پر بہت سے رسالے تحریر کئے"۔

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخدوم محمد ہاشم کے سفر خالصتاً علمی اور دینی تعلیم کے حصول کے لئے تھے۔

آپ نے مندرجہ ذیل علاقوں کا سفر بھی کیا۔ [5]

سورت بندر: مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے حرمین شریفین کے سفر سے واپسی پر مرشد کی تلاش میں سورت بندر کا سفر اختیار کیا اور سید سعد اللہ شاہ قادری سورتی سلونی رحمہ اللہ (متوفی 27 جمادی الاول 1138ھ/3 مارچ 1726ء) کے پاس حاضر ہوئے، سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ [6] **بھٹ شاہ**: مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے بھٹ شاہ کے بہت سے سفر کئے اور شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمہ اللہ سے ملاقاتیں کیں۔ **مٹیاری**: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمہ اللہ نے مٹیاری کا سفر بھی اختیار کیا اور سید رکن الدین متعلوی رحمہ اللہ جو اپنے وقت کے کامل ولی اور نہایت متقی بزرگ تھے، ان مسجد میں نماز ادا کی جس کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ جو اس مسجد میں نمازِ پنجگانہ ادا کرے گا اس کو قیامت کے دن شفاعت نصیب ہوگی۔ [7] **کھڑا**: شہر کھڑا، ریاست خیرپور میں واقع ایک چھوٹا شہر ہے۔ یہ شہر قدیم عرصے سے علمی مرکز رہا ہے۔ یہاں مخدوموں کا خاندان آباد ہے۔ اس خاندان کے نسب کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ اس خاندان سے مخدوم اسد اللہ شاہ رحمہ اللہ (متوفی 966ھ/1559ء)، جلال الدین اکبر کے دور میں سندھ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر ہوئے تھے۔ کلہوڑا دور میں اس خاندان کے مخدوم عبدالرحمان شہید کھڑائی رحمہ اللہ ایک مشہور بزرگ اور عالم گزرے ہیں، مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ اس بزرگ کے ہم عصر اور گہرے دوست تھے۔ روایت ہے کہ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے شہر کھڑا کا سفر بھی کیا اور مخدوم عبدالرحمان شہید رحمہ اللہ سے ملاقات کی۔ [8]

سیہون: مخدوم محمد ہاشم کا آبائی وطن سیہون تھا جس کی وجہ سے ان کا آنا جانا رہتا تھا۔ وہ حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ کے مزار پر بھی آئے، اس دور میں نماز کے وقت بھی دھمال جاری رہتا تھا۔ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کی کوششوں سے نماز کے اوقات میں دھمال پر پابندی لگی، یہ پابندی ابھی تک جاری ہے۔ [9]

آپ کے اساتذہ:

مخدوم صاحب رحمہ اللہ کے علمی اسفار سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے مختلف علاقوں میں گئے اور اپنے وقت کے مشہور علماء کرام و مشائخ عظام سے علم و فن میں دسترس حاصل کی۔ ذیل میں ہم آپ کے چند مشہور اساتذہ کے نام پیش کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے کتنے بڑے اور جید علماء کرام سے علم و فن میں مہارت حاصل کی۔

حضرت شیخ عبدالقادر مکی حنفی رحمہ اللہ ۱۱۳۸ھ، حضرت شیخ عید بن علی مصری رحمہ اللہ ۱۱۴۰ھ، حضرت شیخ علی بن عبدالمالک دراوی رحمہ اللہ ۱۱۳۵ھ، شیخ ابوطاہر محمد مدنی رحمہ اللہ ۱۱۳۵ھ، حضرت مخدوم عبدالغفور رحمہ اللہ، مخدوم محمد سعید ٹھٹھوی رحمہ اللہ، مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی رحمہ اللہ، مخدوم رحمت اللہ ٹھٹوی رحمہ اللہ، مخدوم محمد معین ٹھٹوی رحمہ اللہ۔ [10]

آپ کے شاگرد:

آپ کے شاگردوں میں وقت کے قطب، ولی اور قاضی جیسے بڑے مرتبوں کے حامل پیدا ہوئے۔

حضرت سید شمیر شاہ (شیاری والے) رحمہ اللہ (متوفی 1177ھ/1763ء)، مخدوم میئدنہ نصرپوری رحمہ اللہ، مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹوی مدنی رحمہ اللہ (متوفی 1187ھ/1773ء)، مخدوم عبدالرحمان ٹھٹوی رحمہ اللہ (متوفی 1181ھ/1768ء، مخدوم ہاشم کے بڑے فرزند)، مخدوم عبداللطیف ٹھٹوی رحمہ اللہ (متوفی 17 ذوالقعدہ 1189ھ، مخدوم ہاشم کے چھوٹے فرزند، 1187ھ میں والیٔ سندھ میاں سرفراز کلہوڑا کے دور میں قاضی مقرر ہوئے)، مخدوم نور محمد نصرپوری رحمہ اللہ (والیٔ سندھ میاں غلام شاہ کلہوڑا کے لشکر میں قضا کے عہدے پر بھی مقرر ہوئے)، شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمہ اللہ (متوفی 3 صفر 1195ھ/29 جنوری 1781ء)، مخدوم عبدالخالق ٹھٹوی رحمہ اللہ، مخدوم عبداللہ مندھرو رحمہ اللہ (متوفی اندازاً 1238ھ/1821ء)، سید صالح محمد شاہ جیلانی گھوٹکی والے رحمہ اللہ (متوفی 11 شوال 1182ھ/18 فروری 1769ء)، شیخ الاسلام مراد سیہوانی رحمہ اللہ، عزت اللہ کیریو رحمہ اللہ، حافظ آدم طالب ٹھٹوی رحمہ اللہ، نور محمد خستہ کھڑائی رحمہ اللہ۔

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور محبت:

۹ رجب المرجب بروز جمعرات ۱۱۳۶ھ مدینہ طیبہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ نے جب روضہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اور درود سلام کا نذرانہ پیش کیا تو سرکار نے جواب دیا۔

وعليكم السلام يا محمد هاشم التتوي　　　　وعلیکم السلام اے محمد ہاشم ٹھٹوی

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم صاحب رحمہ اللہ کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیا مقام و مرتبہ تھا اور کیا بلند پایہ محبت کی بات تھی کہ مدینہ والے سرکار ﷺ کی زیارت کے ساتھ سرکار ﷺ کی تحیات بھی ملیں۔ (11)

بیعت وخلافت:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد اس وقت کے شیخ کامل، آفتاب مکلی، حضرت مخدوم ابوالقاسم نور الحق ورس نقشبندی رحمہ اللہ (ت: ۱۱۳۹ھ) کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت مخدوم نقشبندی رحمہ اللہ نے جواب دیا: "مجھ سے تلقین لینے والے مریدین کی صورتیں مجھے پیش کی گئیں ان میں آپ کا نام نہیں"۔

تو آپ نے عرض کیا کہ میرے شیخ کے متعلق رہنمائی فرمائیں۔

حضرت مخدوم ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے مرشد قطب ربانی سید سعد اللہ بن سید غلام محمد سورتی قادری رحمہ اللہ (ت: ۱۱۳۸ھ) ہیں۔ حضرت سید سعد اللہ رحمہ اللہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم پیشوا تھے۔ ہندوستان میں الہ آباد قصبہ سورت کے رہنے والے تھے۔ اس لئے حضرت مخدوم رحمہ اللہ ۱۱۳۴ھ میں حرم شریف سے آتے ہوئے ہندوستان کے شہر سورت کی بندرگاہ پر اتر کر حضرت شیخ سعد اللہ قادری رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور ایک سال اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر سلوک وتصوف کی منازل طے کیں اور حضرت نے خلافت عطا فرما کر بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ

کو قادریہ کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، شطاریہ، قشیریہ اور شاذلیہ سے بھی اجازت حاصل تھی لیکن آپ کا دلی تعلق سلسلہ عالیہ قادریہ سے تھا۔[12]

عربی زبان میں آپ کی شاعری اور عشق رسول ﷺ:

آپ کی عربی زبان وادب میں تصنیفات اور شعر وشاعری سے نہ صرف آپ کے عربی زبان وادب کے ذوق وشوق کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے بلکہ آپ کے عشق رسول اور دینی حمیت ومحبت کا بھی پتا چلتا ہے۔ آپ سنت مطہرہ کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورثہ میں ملا تھا۔ آپ کی پوری زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر تھی۔

آپ کی عربی زبان میں شاعری کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

أيَا نسيمَ صبا! إن زرتَ روضةً　　　سَلِّمْ عَلى المصطفى صاحب النِّعَمِ

اے نسیم صبا! اگر تو ان کے ﷺ روضے کی زیارت کرے تو صاحب نعمت یعنی مصطفیٰ ﷺ کو میرا سلام کہنا۔

وَقِفْ عندَ مَضْجَعِه في مواجهةٍ　　　بَلِّغْ صَلَوٰاتي وَتَسْلِيمِي على رُوحٍ أكرمِ

اوران کے ﷺ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر روح پاک پر میرا صلوٰۃ وسلام پیش کر۔

وَقُلْ يا رسولَ اللهِ عبدٌ مُقصِرٌ　　　غريقٌ في بحارِ السيئاتِ و مظلِمِ

اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ایک کوتاہی کرنے والا غلام گناہوں کے اندھیرے سمندر میں ڈوب رہا ہے

يَلُوذُ إلى جنابِكَ مُستغيثا　　　وَيشكُو ذنوبًا كالجبالِ الأعاظمِ

آپ کی جناب ﷺ میں پناہ کے لئے فریاد کر رہا ہے اور گناہوں کی شکایت کر رہا ہے جو کہ بلند پہاڑوں کی طرح ہیں

رُوحي فداكَ وَأنتَ حياةُ روحِيْ　　　وقُرّةُ عيني والشفاءُ من السَّقمِ

میری روح آپ ﷺ پر فدا اور آپ ﷺ میری روح کی زندگی ہیں۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک میری بیماری کی دوا آپ ﷺ ہی تو ہیں۔

کبھی آپ سرکار دوعالم ﷺ سے یوں استغاثہ کرتے ہیں۔

أغثني يارسولَ الله حانتْ ندامَتِي　　　أغثني يا حبيبَ اللهِ قامتْ قيامتي

اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے۔ میری ندامت کا وقت آیا۔ اے اللہ کے حبیب میری مدد کیجئے میری قیامت قائم ہو گئی۔

ان اشعار پر غور کیجئے کیسے فصیح وبلیغ اور ایک انوکھے انداز سے حضور ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی عربی زبان کی سلاست اور روانی بھی دیکھئے بلا کی ہے۔ عربی زبان وادب کے لحاظ سے فصاحت وبلاغت سے پر اشعار آپ کے عربی ذوق کی بھی

نشاندہی کر رہے ہیں۔ کیسے استعارات استعمال کئے ہیں کیسے خوبصورت استعارات اور تشبیہات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر کھڑے ہونے کی کیفیت کس قدر عمدگی کے ساتھ اشعار میں بند کی ہے۔[13]

فقہ اسلامی میں آپ کی بصیرت:

حضرت مخدوم رحمۃاللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فقہی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی فقہی بصیرت اور عنداللہ اس کی قبولیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک فتویٰ لکھ کر اپنے استاد مکرم حضرت مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی رحمۃاللہ علیہ کے پاس تصدیق کے لئے بھجوایا۔ استاد نے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ رات کو خواب میں استاد محترم کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ کو حکم دیا۔

چنانچہ محمد ہاشم گوید شمار آں فتویٰ بدہید (جس طرح محمد ہاشم نے فتویٰ دیا ہے، آپ بھی اس کے مطابق فتویٰ دیں۔)

چنانچہ مخدوم ضیاء الدین رحمۃاللہ علیہ نے صبح ہوتے ہی سائل کو بلا کر فتویٰ پر دستخط کیے۔ اس کے بعد جب بھی مخدوم رحمۃاللہ علیہ کی طرف سے کوئی سوال آتا آپ اسے مخدوم ہاشم رحمۃاللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے اور فرماتے کہ:

فتویٰ در دست ایشان دادہ اند (افتاء کا کام محمد ہاشم کے ہاتھ دے دیا گیا ہے۔)[14]

درس و تدریس

دارالعلوم ہاشمیہ کا قیام

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے تحصیل علم کے بعد بٹھورو کے نزدیک ایک گاؤں بہرام پور میں سکونت اختیار کی اور وہاں کے لوگوں کو دین اسلام کی اشاعت، ترویج کے لئے وعظ اور تقریروں کا سلسلہ شروع کیا مگر وہاں کے لوگوں کو مخدوم ہاشم رحمہ اللہ کے وعظ و تقریروں کی اہمیت کا اندازہ نہ ہوا اسی لیے مخدوم صاحب رحمہ اللہ دلبرداشتہ ہو کر بہرام پور سے ٹھٹھہ شہر آگئے اور یہاں آکر محلہ میں جامع خسرو (داگراں والی مسجد) کے قریب دارالعلوم ہاشمیہ کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی، جہاں انہوں نے حسب خواہش دین اسلام کی اشاعت و ترویج، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔[15]

ہاشمی مسجد

ہاشمی مسجد مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے محلہ میں واقع تھی۔ اسی مسجد میں مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے اپنی بہت سی لازوال تصانیف مکمل کیں۔ اسی مسجد سے انہوں نے دین اسلام کے فروغ اور استقامت کے لئے سندھ کے حکمرانوں کے نام خطوط لکھے۔ اسی مسجد میں انہوں نے فقہی مسائل پر فتاویٰ جاری کیں۔ مخدوم صاحب کا دستور تھا کہ وہ دن کے تیسرے پہر درس حدیث دیتے تھے۔ مخدوم صاحب رحمہ اللہ کے بعد ان کے

فرزند مخدوم عبداللطیف رحمہ اللہ ان کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور درس و تدریس کے ساتھ وعظ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ یہ مسجد تالپوروں کے عہد تک قائم رہی۔[16]

جامع خسرو (داگراں والی مسجد)

جامع خسرو کو داگراں والی مسجد بھی کہا جاتا تھا کیوں کہ یہ مسجد داگراں کے محلہ میں واقع تھی۔ یہ دوسری مسجد ہے، جس میں مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ ہر جمعہ کی صبح وعظ کیا کرتے تھے۔ مخدوم صاحب رحمہ اللہ کے بعد ان کے فرزند مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے اپنے والد بزرگوار کے طریقہ کار کو جاری رکھا۔ اب نہ یہ محلہ موجود ہے اور نہ ہی مکین، اس لئے یہ مسجد زبوں حالی کا شکار ہو گئی ہے۔[17]

منصبِ قضا

مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے ٹھٹھہ میں رائج بدعات اور غیر اسلامی رسومات کو بند کرانے کے لئے حاکم سندھ میاں غلام شاہ کلہوڑا سے ایک حکم نامہ جاری کرایا تھا۔ اس حکم نامہ کے اجرا کے بعد ٹھٹھہ سے بری رسومات، بدعات، عورتوں کا قبروں پر جانا وغیرہ کا کسی حد تک خاتمہ ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے میاں غلام شاہ کلہوڑا کو مخدوم صاحب رحمہ اللہ کے خلاف ورغلانے کی کوشش کی لیکن اس کا نتیجہ ان سازشی لوگوں کے خلاف نکلا اور میاں غلام شاہ نے مخدوم صاحب رحمہ اللہ کو ٹھٹھہ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز کر کے ہمیشہ کے لئے مخالفین کی طاقت کو ختم کر دیا۔[18]

مخدوم صاحب رحمہ اللہ کے زمانے کے چند نابغۂ روزگار علمائے کرام

مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے عہد میں جن علمی شخصیات اور علمائے کرام نے اپنے وقت میں تاریخ کے صفحات پر اپنے اپنے علمی نشانات ثبت کئے، ان میں چند کے نام ذیل میں ہیں:[19]

- میاں ابوالحسن سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ (صاحب مقدمۃ الصلوٰۃ، متوفی اندازاً 1125ھ)
- مخدوم ابوالحسن ڈاہری رحمہ اللہ (متوفی 12 ربیع الاول 1181ھ)
- مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1171ھ بمطابق 1758ء)
- ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی مدنی رحمہ اللہ (متوفی 12 شوال 1139ھ)
- مخدوم محمد حیات سندھی مدنی رحمہ اللہ (متوفی 26 صفر 1163ھ)
- مخدوم محمد قائم سندھی مدنی رحمہ اللہ (متوفی 1157ھ)
- مخدوم محمد معین ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1161ھ)
- سید موسیٰ شاہ جیلانی گھوٹکی والے رحمہ اللہ (متوفی 8 ذوالحجہ 1173ھ)

- مخدوم روح اللہ بکھری رحمہ اللہ
- مخدوم عبدالرحمان شہید کُھڑائی رحمہ اللہ (متوفی 1145ھ)
- مخدوم محمد ی کُھڑائی رحمہ اللہ (مخدوم عبدالرحمان شہید کھوڑائی کے فرزند، متوفی 1171ھ)
- مخدوم عبدالرحیم شہید گرھوڑی رحمہ اللہ (متوفی 1192ھ)
- مخدوم عبدالرؤف بھٹی (متوفی 1166ھ)
- مخدوم محمد ابراہیم بھٹی رحمہ اللہ
- شاہ عبداللطیف بھٹائی (متوفی 1165ھ)
- مخدوم عبداللہ واعظ ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1167ھ)
- مخدوم الخادیم عبدالواحد سیوستانی رحمہ اللہ
- شیخ محمد زمان لنواری والے نقشبندی رحمہ اللہ (متوفی 4 ذوالحجہ 1188ھ)
- سید محمد بقاشاہ شہید رحمہ اللہ (متوفی 1198ھ)
- محمد احسن خان ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1185ھ)
- میون محمد مبین چوٹیاری رحمہ اللہ (متوفی 1196ھ)
- شیخ مخدوم محمد اسماعیل پریالوی رحمہ اللہ (متوفی 1174ھ)
- میر علی شیر قانع ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1203ھ/1788ء)

اولاد

مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کو اللہ نے دو فرزند عطا کیے:

مخدوم عبدالرحمان ٹھٹھوی رحمہ اللہ

مخدوم عبدالرحمان ٹھٹھوی رحمہ اللہ، مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے بڑے فرزند تھے۔ ان کی ولادت 16 شوال 1131ھ بمطابق 1 ستمبر، 1719ء میں ہوئی۔ والد کے مریدین بیرونِ سندھ کاٹھیاواڑ اور کچھ میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے مخدوم عبدالرحمن رحمہ اللہ سندھ سے باہر مریدوں کو ہدایت اور تلقین کرنے کے لئے جاتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ مریدوں کے پاس کاٹھیاواڑ گئے ہوئے تھے، وہیں بروز ہفتہ 5 ربیع الاول 1181ھ بمطابق 1 اگست، 1767ء کو 51 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔[20] میر علی شیر قانع ٹھٹھوی کے مطابق انہوں نے جوناگڑھ میں وفات پائی۔[21]

مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی رحمہ اللہ

مخدوم عبداللطیف ٹھٹوی رحمہ اللہ، مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کی ولادت بروز پیر 14 شعبان 1144ھ بمطابق 11 فروری، 1732ء میں ہوئی۔ قرآن کے حافظ، حدیث اور فقہ کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انھوں نے والد کے کام کو سنبھالا اور ان کے جانشین ہوئے۔ 1187ھ میں والیٔ سندھ میاں سرفراز کلہوڑا کے لشکر میں منصبِ قضا پر مامور ہوئے۔[22] وہ بروز منگل 17 ذوالقعدہ 1189ھ بمطابق 9 جنوری، 1776ء میں 45 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ مکلی ٹھٹھہ میں اپنے والد کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔[23]

تصانیف وتالیفات:

علوم وفنون:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات وتالیفات فن و موضوع کے لحاظ سے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت آتی ہیں۔

علم قرآن، علم حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ حنفی، اصول فقہ، فقہ مذاہب اربعہ، علم کلام، علم نحو، علم صرف، قراءت و تجوید، علم فرائض، علم معانی وبیان، علم جدل، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ، علم عروض والقوافی، علم جفر، علم حساب، تاریخ، اخلاقیات، سیر، ادب، لغت، اسماء الرجال، تصوف، نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر سندھی۔

جب ان تمام علوم وفنون کو دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ ایک ہی شخص کے قلم سے ان علوم وفنون میں انواع کی علمی تصانیف اور شاہکار تحقیقات نکلی ہیں۔ اور ان سب کا علمی معیار نہایت اعلیٰ ہے۔ تو حضرت مخدوم کے علمی تبحر کا نقش دل پر قائم ہو جاتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتوآں ہر کجا می نگری انجمے ساختہ اند[24]

آپ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد:

درس وتدریس، وعظ و نصیحت، رشد وہدایت اور قضاء وافتاء کے علاوہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیفات و تالیفات کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ کی تصنیفات عربی، فارسی اور سندھی زبانوں میں ہیں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ علماء سندھ میں کثیر التصانیف ہیں قدیم دور کے سندھ کے علماء میں سے کوئی عالم اتنی تصنیفات نہیں کرسکے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اتحاف الاکابر میں لکھا ہے۔

وهي اليوم مائة وخمسة عشر مؤلفا۔ اور یہ میری تصانیف اس وقت ایک سو پندرہ سے متجاوز ہیں۔[25]

مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف الاکابر ۱۱۳۶ھ میں لکھی ہے۔

ڈاکٹر محمد ادریس سومرو صاحب کی تحقیق سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت مخدوم صاحب نے اتحاف الاکابر ۱۱۳۶ھ میں لکھی ہے لیکن بعد میں اس کتاب میں اضافہ جات بھی کرتے رہے اس لیے کہ اس میں ان کتب کا تذکرہ بھی کیا ہے جو ۱۱۷۲ھ تک لکھی گئی ہیں جیسا کہ کشف الرين عن مسئلة رفع اليدين ۱۱۴۹ھ میں۔[26]

التحفة المرغوبة في أفضلية الدعاء بعد المكتوبة ۱۱۶۸ھ میں، بذل القوة في حوادث سني النبوة ۱۱۶۶ھ میں حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم ۱۱۷۱ھ میں اور رفع الخفاء عن مسئلة الراء ۱۱۷۲ھ میں لکھی گئی ہیں علامہ نے ہر کتاب کے مقدمہ میں اپنے طریقہ کار کے مطابق ہر کتاب کا سن تالیف تحریر کیا ہے۔[27]

آگے مزید ڈاکٹر ادریس سومرو صاحب لکھتے ہیں کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اصل کتاب اتحاف الاکابر اگرچہ ۱۱۳۶ھ میں تیار ہوئی لیکن اس کا اختتامیہ جس میں مصنف نے اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے بعد کا لکھا ہوا ہے اور یہ عمر کے آخری ایام میں اصل کتاب میں شامل کیا ہے مخدوم صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۱۷۴ھ میں ہوئی ہے۔ اس لئے بعض سوانح نگاروں کا سال تصنیف کے لحاظ سے یہ کہنا کہ مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے ۱۱۳۶ھ تک ۱۰۰ کتب تصنیف کر چکے تھے۔ اس کے بعد ۱۱۷۴ھ تک ۳۸ سالوں میں نہ جانے مزید کتنی تصانیف کی ہوں گی خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ ہے اہم بات یہ ہے کہ اچھے خاصے محقق اس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔[28]

اتحاف الاکابر کے قلمی نسخہ کے مطابق آپکی ۱۰۷ تصانیف ہیں جن میں سے ۷۵ عربی زبان میں، ۲۲ فارسی میں اور ۱۰ سندھی زبان میں ہیں۔ آخر میں انھوں نے لکھا و منها غیر ذلک یعنی اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔[29]

سندھ کے مشہور محقق اور مورخ پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے مخدوم صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفات کی الفابیٹیکل فہرست تکملة الشعراء کے حاشیہ میں پیش کی ہے۔ اس میں ۱۲۵ کتب ذکر کی ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں پیر صاحب نے "ٹنگر ٹھٹھہ میں تصنیف و تالیف کا جائزہ" کے عنوان سے لکھے ہوئے مقالے میں ۱۳۹ کتابیں بتائی ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ نام مکرر بھی ذکر کئے ہیں۔[30] خانوادہ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے ایک عالم مخدوم غلام محمد رحمہ اللہ نے مخدوم صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف ۱۵۰ شمار کی ہیں۔[31] مخدوم امیر احمد عباسی نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۳۰۰ شمار کی ہے لیکن آگے چل کر ۱۱۱ کتب اتحاف الاکابر کے حوالے سے اور ۱۱۳ کتب کا اضافہ کیا ہے۔[32]

ڈاکٹر ادریس سومرو نے مزید لکھا ہے:

مخدوم رحمہ اللہ نے بعض عربی فارسی کتب پر حواشی و تعلیقات بھی لکھے ہیں۔ ایسے حواشی اور تعلیقات کا ذکر آپ نے اتحاف الاکابر میں نہیں کیا سوائے حاشیہ تفسیر ہاشمی کے۔ آپ کی تصنیفات کے حوالے سے سب سے وزنی بات مخدوم غلام محمد کی ہے۔ اس لئے کہ آپ مخدوم رحمہ اللہ کے خاندان کے فرد ہیں اور صاحب البيت أدرى بما فيه کے مصداق گھر کا فرد بہتر جانتا ہے گھر میں کیا ہے۔ نیز مخدوم رحمہ اللہ کی آج کل مطبوعہ یا قلمی نسخے جو موجود ہیں یا جن کے نام ملتے ہیں وہ لگ بھگ ۱۵۰ ہیں۔[33]

ہم ان سطور میں ان سب کتب کا تعارف یا ان کی تعداد یا ان کی فہرست پر بحث نہیں کرنا چاہتے ہم صرف مخدوم رحمہ اللہ کی عربی زبان و ادب کے لحاظ سے تصانیف کا تعارف اور ایک تحقیقی جائزہ پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ علماء سندھ میں خاص طور پر مخدوم رحمہ اللہ کی عربی زبان و ادب کے لحاظ سے خدمات آشکار ہو سکیں۔

۱۔　　إتحاف الأكابر بمرويات الشيخ عبدالقادر

مخدوم رحمہ اللہ نے یہ کتاب حرمین شریفین کے مبارک سفر کے دوران ۱۱۳۶ھ میں لکھی۔ عربی زبان میں اسانید کے متعلق جامع انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھنے والی یہ کتاب مکمل طور پر اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی ہے۔ البتہ اس کا اختصار امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے شاگرد ابوالفیض محمد یاسین الفادانی المکی رحمہ اللہ نے "المقتطف من إتحاف الأكابر" کے نام سے تیار کیا ہے۔[34] جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۷ھ میں دار البشائر الاسلامیہ، بیروت سے شائع ہوا۔[35]

۲۔　　بذل القوة في حوادث سني النبوة

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر سنین کی ترتیب پر لکھی ہوئی یہ کتاب نبوت کے ۲۳ سال کے احوال اور سیرت کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع اور ترتیب کے لحاظ سے بے مثال شاہکار ہے ۱۱۶۶ھ کی لکھی ہوئی یہ عربی تصنیف مخدوم امیر احمد عباسی نے ضخیم مقدمہ اور تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۶۶ء میں سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ سے شائع کروائی۔[36]

بذل القوۃ کے سندھی زبان میں تین تراجم منظر عام پر آئے ہیں۔ نبوت جی ورہین جو وچوراز محقق محدث غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ یہ ترجمہ قسطوں کی صورت میں پہلے سہ ماہی الرحیم میں اور پھر ماہوار الرحیم میں ۱۹۷۶ء سے ۱۹۹۰ء تک شائع ہوتا رہا بعد میں یہ سلسلہ بند ہوگیا مکمل نہ ہوسکا۔ سیرت ہاشمی از پروفیسر اسرار احمد علوی رحمہ اللہ ۲۰۰۳ء میں مہران اکیڈمی شکارپور کی طرف سے اس کے دو ایڈیشن عام ایڈیشن اور لائبریری ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ ۵۷۵ صفحات پر مشتمل شروع میں ۴۷ صفحات کی فہرست، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے پیش لفظ اور مقتدر علماء کی تقاریظ کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ تیسرا ترجمہ مولانا ابوالسراج طفیل احمد ٹھٹھوی رحمہ اللہ کا ہے۔ بذل القوۃ کے اردو تراجم میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا عہد نبوت کے ماہ وسال کئی جگہ سے چھپ چکا ہے جس میں سے مشہور حسین چودھری ٹرسٹ گلبرگ لاہور ۱۹۷۶ء/۱۳۹۶ھ ۲۷۶ صفحات پر مشتمل ہے اور دار الاشاعت اردو بازار کراچی سے ۱۹۹۰ میں ۳۴۴ صفحات پر بھی شائع ہوا۔ اور دوسرا ترجمہ سیرت سید الانبیاء مولانا مفتی محمد علیم الدین مجددی نقشبندی کا اردو زبان میں بہترین ترجمہ ہے جو علامہ جلال الدین قادری کے مقدمہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ کاغذ پر ۶۱۰ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء میں ادارہ مظہر علم کالا خطائی روڈ شاہدرہ لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ عہد نبوت کے ماہ وسال کا سندھی زبان میں ایک اور ترجمہ محمد مصری خان میمن نے تیار کیا جو کہ مکتبہ اصلاح و تبلیغ حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوا ہے۔[37]

۳۔　　تحفة القاري بجمع المقاري

قرآن کریم میں مروج رکوع علماء بخاری کے مرتب کردہ ہیں جن کو بخاری رکوع کہا جاتا ہے چونکہ یہ رکوع ایک جیسے نہیں ہیں کوئی رکوع بڑا ہے تو کوئی چھوٹا جب کہ فقہ حنفی میں یہ مسئلہ ہے کہ ہر نماز کے آخری رکعت کی قرات پہلی رکعت کی قرات کے مقابلے میں طویل نہ ہو اور نہ ہی پہلی رکعت کی قرات کے مقابلے میں طویل نہ ہو اور نہ ہی پہلی رکعت دوسری رکعت سے زیادہ طویل ہو۔ تراویح کی نماز میں حفاظ کرام اگر بخاری رکوع کے مطابق قرات جاری رکھیں تو اس کی رعایت نہیں ہو سکتی جس سے کراہت لازم ہوگی یا ترک استحباب ہوگا

۔اس لئے مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے ۱۱۰۰ھ میں یہ کتاب عربی زبان میں تصنیف فرمائی اور آپ نے قرآن کریم کی آیات و کلمات کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے ہر پارے کی برابر ۱۲۔ ۱۲ رکوع میں تقسیم کیا ہے تاکہ کراہت کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔

تحفۃ القاری عربی زبان میں مفتی محمد جان نعیمی کی تحقیق و تخریج کے ساتھ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء میں مکتبہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی سے اور دوسری دفعہ ڈاکٹر مولانا عبدالقیوم سندھی، ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ تحفۃ القاری کا سندھی ترجمہ قرآن کریم جا باشی رکوع از ڈاکٹر عبدالقیوم کے نام سے پہلی مرتبہ متن کے ساتھ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں انجمن خدام التجوید کنڈ ھکوٹ سے شائع ہوا ہے۔ [38]۔

۴۔ التحفة المرغوبة في أفضلية الدعاء بعد المكتوبة

فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے سنت اور افضل ہونے پر مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے تصنیف ۱۱۹۸ھ میں کی ہے۔ جس کے دو عربی ایڈیشن اور دو اردو ترجمہ ہیں۔ ایک عربی ایڈیشن استاد مفتی سید شجاعت علی قادری کے مقدمہ و تحقیق و تخریج کے ساتھ ۵۲ صفحات پر ۱۹۸۳ء میں لجنۃ التصنیف والتالیف دار العلوم نعیمیہ کراچی سے شائع ہوا اس کے بعد اس کتاب کا عربی زبان میں انتصار بلا دعرب کے مشہور محدث محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ۱۶۴ صفحات کے ایک مجموعہ میں ۱۹۹۷ء میں مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب شام سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں اس کے انتصار کے ساتھ اسی موضوع پر دو اور کتب المنح المطلوبة للشيخ أحمد بن صديق الغماري اور سنية رفع اليدين في الدعاء بعد الصلاة المكتوبة بھی شامل ہیں۔

اس کتاب کا ایک اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد اشرف سموں نے ۱۹۹۳ء میں شاندار تحفہ فرض کے بعد دعا کے نام سے تیار کرکے عربی متن کے ساتھ الراشد اکیڈمی کراچی سے شائع کیا اور دوسرا ترجمہ محمد شہزاد مجددی سیفی نے نماز اور حضور کی دعا کے عنوان سے ۱۹۹۸ء میں مرتب کرکے عربی متن کے بغیر ۱۹۹۹ء میں سنی لٹریری سوسائٹی ۴۹ ریلوے روڈ لاہور سے شائع کیا۔ [39]

۵۔ ترصيع الدرة على درهم الصرة

مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے نماز میں دوران قیام ہاتھ ناف پر باندھنے کی تائید کرتے ہوئے شیخ ابوالحسن کبیر ٹھٹوی رحمہ اللہ کے رد میں درہم کے نام سے رسالہ لکھا تو شیخ محمد حیات سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دو رسالوں میں دیا مخدوم صاحب نے دونوں رسالوں کا جواب دیا یہ ترصیع الدرۃ پہلے رسالہ کے جواب میں لکھی ہے جبکہ دوسرے رسالہ درة في إظهار غش نقد الصرة کے جواب میں معيار النقد لکھی۔ یہ کتاب ترصیع الدرۃ مجموعہ خمس شامل کے ضمن میں دو دفعہ چھپ چکی ہے۔ مولانا شبیر احمد غیب نے افغانستان سے ۱۴۰۳ھ میں فارسی مجموعہ میں شائع کیا اور ۱۴۱۴ھ میں ادارۃ القرآن کراچی سے بھی شائع ہوئی۔ [40]۔

۶۔ تمام العناية في الفرق بين الصريح والكناية

حضرت مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے ۱۱۵٦ھ میں طلاق کے ایک خاص مسئلہ کے متعلق عربی زبان میں یہ تصنیف فرمائی یہ مختصر رسالہ صرف ۸ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان سے ۱۳۰۰ھ میں چھپا ہے۔ میاں محمد عمر نامی ایک شخص نے مخدوم غلام محمد (از اولاد مخدوم ہاشم ٹھٹھوی) سے تمام العنایہ کا قلمی نسخہ جو مصنف کا خود نوشتہ تھا حاصل کرکے عبدالواحد بن محمد مصطفیٰ خان کو دیا تھا جس نے اپنے مطبع سے چھاپ کر شائع کیا رسالہ کا متن صرف ۵ صفحات پر مشتمل ہے آخر میں دو صفحات پر کتاب کے ساتھ متعلقہ فقہی مسائل پر مشتمل ضمیمہ شامل ہے۔

تمام العنایہ میں سندھ میں رائج ایک قسم کی طلاق "مون چھڈی، موں چھڈی، موں چھڈی" (میں نے چھوڑ دی) تین مرتبہ کہنے کا شرعی حکم بتایا گیا ہے کہ تینوں الفاظ تین مرتبہ سے کسی بھی ایک دفعہ میں شوہر کی نیت اگر تین طلاق کی ہے تو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر پہلی دفعہ "میں نے چھوڑ دی" کہنے سے ایک طلاق بائن واقع ہو گی، باقی دو دفعہ کہا ہوا لغو ہو جائے گا کیونکہ بائن کے بعد کوئی بھی دی گئی طلاق واقع نہیں ہوا کرتی۔

تمام العنایہ مدرسہ صبغۃ الھدیٰ شاہپور چاکر ضلع سانگھڑ کی طرف سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ الھدیٰ کے شمارہ نمبر ۱۱ اگست تا اکتوبر ۱۹۹۸ء میں ۴ صفحات پر شائع ہوا۔ نیز مفتی کلیم اللہ صاحب نے اسی رسالہ کو ایڈٹ کیا ہے اور ڈاکٹر ادریس سومرو نے اس کا عربی میں مقدمہ لکھا ہے اور ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی جامعہ ام القریٰ مکہ کی تصحیح و مراجعت کے بعد یہ رسالہ مکتبہ قاسمیہ کنڈیارو سندھ سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا ہے۔[41]

۷۔　تنقيح الكلام في النهي عن القراءة خلف الإمام

احناف کے مسلک کے مطابق اور احادیث کی روشنی میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی تائید میں مخدوم صاحب رحمہ اللہ کی عربی زبان میں یہ تصنیف چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے آپ نے یہ کتاب ۱۱۹۹ھ میں لکھی۔ تنقیح الکلام کا اردو ترجمہ مولانا عبدالعلیم ندوی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۸۷ء نے کیا اور عربی متن کے ساتھ ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جو کہ ۱۴۱۰ھ میں جامع مدینۃ العلوم بھینڈو شریف (نزد حیدر آباد) سے شائع ہوا۔[42]

۸۔　جنة النعيم في فضائل القرآن الكريم

قرآن کریم کے فضائل پر احادیث نبویہ کی روشنی میں ۱۱۳۴ھ میں مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھی یہ کتاب اب تک مکمل طور پر شائع نہیں ہو سکی ہے۔ البتہ اس کا ایک اختصار اردن سے حبة الرحمن الرحيم في فضائل القرآن الكريم کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں اختصار کرنے والے نے اصل مصنف کا نام ٹائٹل پر نہیں لکھا ہے اگرچہ کتاب کے اندر اصل مؤلف مخدوم صاحب رحمہ اللہ کو بتایا ہے مگر اس کے باوجود بھی یہ روایت قابل بھروسہ نہیں۔[43]

۹۔ الحجة القوية في الرد على من قدح في الحافظ ابن تيمية

جمال الدین ابن المطہر الحلی (ت ۷۲۶ھ) نامی ایک شیعہ عالم نے اہل سنت والجماعت کے رد میں منهاج الكرامة نامی کتاب لکھی تھی جس کا بر وقت جواب انکے ہم عصر سنی عالم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ت: ۷۲۸ھ) نے منهاج السنة نامی ایک کتاب لکھ کر دیا تھا۔ علامہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی رحمہ اللہ (۱۱۶۱ھ) نے منهاج السنة کی کچھ باتوں پر تنقید لکھی تھی جس کا جواب مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے یہ کتاب الحجة القوية لکھ کر دیا یہ کتاب ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی جامعہ ام القریٰ مکہ کی تحقیق تصحیح و تخلیق اور ڈاکٹر احمد سعد حمدان غامدی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۴۴ صفحات پر مکتبۃ الاسدی مکہ مکرمہ سے ۱۴۲۳ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے صفحہ ۳۷ پر مخدوم محمد معین ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی کتاب الحجة الجلية في رد على من قطع بالأفضلية کے رد میں مخدوم محمد ہاشم صاحب رحمہ اللہ کا مختصر عربی رسالہ جو دو صفحات پر مشتمل ہے جس کو رسالة مختصرة في رد الحجة الجلية شمار کیا جائے تو بہتر ہوگا اور یہ بھی مستقل تصنیف شمار ہوگی۔ ڈاکٹر ادریس سومرو نے لکھا ہے کہ دونوں کتابوں کی فوٹو اسٹیٹ ان کے پاس موجود ہیں۔ [44]

۱۰۔ حديقة الصفا في أسماء المصطفیٰ

رسول اللہ ﷺ کے اسماء مبارکہ پر مشتمل یہ کتاب مخدوم صاحب رحمہ اللہ کا عظیم شاہکار ہے جس میں آپ ﷺ کے (۱۱۸۱) اسماء مبارکہ حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیے گئے ہیں حدیقۃ الصفا میں ذکر کیے گئے نام تو عربی میں ہی ہیں البتہ اس کا مقدمہ بعض نسخوں میں عربی اور بعض میں فارسی میں تحریر ہے جبکہ مخدوم صاحب نے اتحاف الاکابر میں اپنی تصنیفات کی فہرست میں حدیقۃ الصفا کو عربی بتایا ہے۔ یہ کتاب عربی یا فارسی مقدمہ کے ساتھ منظر عام پر نہیں آسکی ہے البتہ اس کا اردو ترجمہ صرف مقدمہ کا اور نام وہی عربی میں "باغ ہی باغ" کے نام سے مولانا مفتی محمد جان نعیمی نے تیار کیا ہے جو ۷۲ صفحات پر ۱۴۱۷ھ میں مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کا ایک اور ترجمہ مولانا ابو الضیاء محمد فرحان قادری رضوی نے کیا ہے۔ جسے جیلانی پبلشرز نے کتاب مارکیٹ اردو بازار کراچی سے شائع کیا ہے جس میں ۱۱۸۵ نام ذکر کیے ہیں۔ [45]

۱۱۔ حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم

مخدوم صاحب رحمہ اللہ کی یہ عربی تصنیف ۱۱۷۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کی مختصر مگر جامع احادیث مبارکہ کے بیان میں ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۲ء میں ۱۲ صفحات پر ایک قلمی نسخہ کے عکس کی صورت میں مرتضائی خدمتگار انجمن لاڑکانہ کی طرف سے سندھی زبان میں قسط وار شائع ہونے والے شمارے رحمت بھریو رسالو کے شمارہ نمبر ۸ کے ضمن میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب جامع احادیث پر مشتمل ہے حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہے حلاوۃ الفم کو مولانا سلیم اللہ سومرو نے ایڈٹ کیا ہے اور مکتبہ قاسمیہ کنڈیارو سندھ سے ۱۴۲۶ھ میں پہلا ایڈیشن اور ۱۴۳۰ھ میں دوسرا ایڈیشن ڈاکٹر ادریس سومرو کی تقدیم اور ڈاکٹر عبدالقیوم کی تصحیح و مراجعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ [46]

۱۲۔ الخطبات الهاشمية في العيدين والجمعة

اس مجموعہ میں حضرت مخدوم رحمہ اللہ کے وہ خطبات جمع کیے گئے ہیں جو آپ جمعہ یا عیدین کے موقع پر پڑھتے تھے۔ جس کو آپ کے شاگرد مخدوم عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جامع الكلام في منافع الأنام" میں نقل کیے ہیں۔ ان خطبات کو صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی نے مرتب کیا اور ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ۱۹۹۹ء میں مفتی اعظم اکیڈمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ٹرسٹ کراچی سے شائع ہوئے۔[47]

۱۳۔ درهم الصرة في وضع اليدين على السرة

نماز میں دوران قیام ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں یا سینہ پر باندھنے چاہئیں احناف و شوافع کے درمیان ایک مشہور اختلافی مسئلہ کے متعلق یہ کتاب مؤلف نے احناف کی تائید میں لکھی ہے۔ فتح القدیر کے حاشیہ پر اس مسئلہ کے متعلق تحریر کردہ ایک رسالہ میں ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی رحمہ اللہ (ت۔ ۱۱۳۸ھ) کی طرف سے کی گئی تحقیق کا رد ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ درهم الصرة پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ درهم الصرة کے رد میں مخدوم ابوالحسن کبیر رحمہ اللہ کے شاگرد محمد حیات سندھی رحمہ اللہ نے اپنے استاد کی تائید کے لئے دو رسالے لکھے۔

- مختصر رسالہ رد درهم الصرة بغیر نام کے جو شروع میں لکھا ہے۔
- درة في إظهار غش نقد الصرة جو اپنے استاد ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی رحمہ اللہ کے مشورہ اور تعاون سے لکھا۔

مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے پہلے رسالے کے رد میں ترصيع الدرة على درهم الصرة اور دوسرے رسالے کے رد میں معيار النقد في تمييز المغشوش من الجياد لکھا۔ یہ پانچوں مجموع رسائل تین رسالے مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کے اور دو رسائل مخدوم حیات سندھی کے دو دفعہ شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر ادریس سومرو صاحب نے اس مجموعہ کو مجموعہ خمس رسائل کے نام سے موسوم کیا ہے۔

(i) افغانستان کا ایڈیشن:

یہ ایڈیشن پہلی بار مولانا شبیر احمد غیب نامی ایک عالم نے ۱۴۰۳ھ میں افغانستان سے شائع کروایا۔ اس کے ٹائٹل پر صرف ایک رسالہ درهم الصرة کا نام تحریر ہے۔ جب کہ اندر پانچوں رسائل موجود ہیں اس مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حواشی پر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی طرف سے اپنے تینوں رسائل کے منھیات (مؤلف کی طرف سے تحریر شدہ حواشی و تشریحات) یہ مجموعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۲ صفحات کا درهم الصرة بھی شامل ہے۔

(ii) ادارۃ القرآن کراچی کا ایڈیشن:

یہ پانچوں رسائل پر مشتمل مجموعہ ۱۴۱۳ھ میں ادارۃ القرآن کراچی سے ۱۱۶ صفحات پر شائع ہوا۔ جس میں ناشرین کی طرف سے مقدمہ اور عرب دنیا کے مشہور عالم شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کا مفصل تبصرہ بھی شامل ہے۔ ادارۃ القرآن والوں کو افغانستان والے ایڈیشن کی خبر

نہیں تھی ڈاکٹر ادریس سومرو نے جب اس کی کاپی پیش کی تو انھوں نے تعجب کا اظہار کیا اس لئے کہ وہ پہلی بار سمجھ کر شائع کر رہے تھے۔ اس میں در حرم الصرۃ ۳۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ [۹۹]

۱۴۔ ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول (علیہ الصلاۃ والسلام)

جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہے درود و سلام پڑھنے کی مختلف کیفیات کے متعلق عربی و فارسی میں مخدوم صاحب کی ۱۱۳۳ھ کی بہترین تصنیف ہے جو پانچ فصول پر مشتمل ہے درود عربی زبان میں تشریح فارسی میں یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کے کئی تراجم سندھی، اردو ،انگریزی زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) پہلا ایڈیشن: ذریعۃ الوصول سب سے پہلے مہران آرٹ کونسل کی طرف سے ۹۲ صفحات پر علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کے فارسی مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔ جو علامہ قاسمی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قلمی نسخہ کے عکس پر مشتمل ہے۔ اصل قلمی نسخہ کے مطابق درود کا متن سرخ اور تشریحات سیاہ خط میں ہے۔ ذریعۃ الوصول کے ساتھ آخر میں درود کے متعلق تین رسائل اور بھی شامل ہیں جو قلمی نسخے میں شامل تھے۔

(i) اقتباسات از جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

(ii) رسالہ مخدوم عمر موکرو در صلوۃ

(iii) رسالہ در بیان صلوۃ متنوعہ (مولف کا نام درج نہیں)

یہ تینوں رسائل بھی فارسی میں ہیں۔ مخدوم صاحب رحمہ اللہ کا ذریعہ الوصول دو رسائل اور دیگر اقتباسات از جذب القلوب اور رسالہ عمر موکرو تو مکمل ہیں البتہ آخری رسالہ ناقص ہے کیونکہ قلمی نسخہ دیمک لگنے کے علاوہ ناقص بھی ہے۔

(۲) دوسرا ایڈیشن: مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی طرف سے مرتب کردہ درود کی نمبرنگ پر مشتمل ۱۰۲ صفحات پر مکتبہ لدھیانوی کراچی کی طرف سے فروری ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا جس میں ذریعۃ الوصول اور اس کے ملحق تینوں رسائل کو درود کو الحزب الاعظم (ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اوراد و وظائف پر کتاب) اور مناجات مقبول (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اوراد و وظائف پر مشتمل رسالہ) کے طرز پر سات منزلوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ اس کتاب کو درود وظیفہ کے طور پر پڑھا جائے اور ایک ہفتہ میں پڑھ کر ختم کیا جائے یہ ایڈیشن صرف عربی درودوں پر مشتمل ہے۔

(۳) تیسرا ایڈیشن: عربی متن کے بعد ہر ایک درود کے ترجمہ پر مشتمل ہے ابتدا میں ذریعۃ الوصول اور باقی تینوں رسائل کے درود عربی کمپوزنگ پھر ان کا ترتیب سے ترجمہ اردو زبان میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا یہ ایڈیشن ۱۸۲ صفحات پر مشتمل شعبان ۱۴۱۵ھ میں مکتبہ لدھیانوی کراچی سے شائع ہوا ہے یہ بھی سات منزلوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

(۴) چوتھا ایڈیشن : پہلے ایڈیشن مہران آرٹ کونسل والے کے عکس کے ساتھ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا اردو ترجمہ جون ۱۹۹۵ میں ۲۵۶ صفحات پر خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ مکتبہ لدھیانوی سے شائع ہوا ہے۔

(۵) پانچواں ایڈیشن : اس کے تیسرے ایڈیشن میں تبدیلی کرکے عربی متن کو کتابت کروا کر ۱۸۲ صفحات میں مکتبہ لدھیانوی نے شائع کیا اردو ترجمہ وہی ہے لیکن سن طباعت نہیں لکھا ہے۔

(۶) چھٹا ایڈیشن مناجات مقبول کے ساتھ : اس ایڈیشن میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مناجات قبول شامل کرکے شائع کیا ہے اسکا نام مناجات مقبول مع ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول رکھا ہے۔ اس ایڈیشن میں عربی متن اور اردو ترجمہ پانچویں ایڈیشن والا برقرار رکھا گیا ہے۔ اس میں ۱۴۴ صفحات پر مناجات مقبول اور ۱۸۲ صفحات پر بقیہ کتاب ہے اس طرح ۳۲۶ صفحات پر اسکے ساتھ ملحق بقیہ تین رسائل کے درود بھی شامل ہیں۔ سن اشاعت تحریر نہیں۔

ڈاکٹر ادریس سومرو نے لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا علامہ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی کتاب ذریعۃ الوصول کو درود سلام کے میدان میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بڑا کردار ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ انھوں نے نہ صرف خود بلکہ اپنے مریدوں کے حلقے میں ذریعۃ الوصول کو درود وظیفہ کے طور پر پڑھنا شروع کیا اور مختلف ایڈیشنوں کے ساتھ منظر عام پر لائے۔ پھر تو ان کے رشک پر ذریعۃ الوصول سے لئے گئے درودوں کے کافی مجموعہ شائع ہوئے۔ (49)

ذریعۃ الوصول کے سندھی تراجم :

(i) مولوی رفیع الدین چنہ نے مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ والے تینوں رسائل کو سامنے رکھ کر یہ سندھی ترجمہ تیار کیا یہ سندھی ترجمہ ۱۸۴ صفحات پر تین بار مہران اکیڈمی شکارپور سندھ سے شائع ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ کا ایک ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں خوبصورت جلد کے ساتھ دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۸ء میں کارڈ پیپر کی بائنڈنگ کے ساتھ تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۲ء میں خوبصورت جلد کے ساتھ "درود شریف، ان جون برکتون" درود شریف اور اس کی برکات کے نام سے شائع ہوا ہے۔

(ii) ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول (رسول تائین رسائی)

ابو السراج محمد طفیل احمد ٹھٹھوی کا یہ صرف ذریعۃ الوصول کا سندھی ترجمہ ہے جو ۹۶ صفحات پر مشتمل پہلی بار ۱۹۹۲ میں مکتبہ صاحبزادہ سراج احمد دربار سید عبداللہ اصحابی مکلی ٹھٹھہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس سندھی ترجمہ کے بارے میں ڈاکٹر ادریس سومرو صاحب کی رائے یہ ہے کہ ۱۹۹۲ کے بعد لکھا گیا ہے اور مولانا رفیع الدین چنہ کی ترجمہ کے بعد ہے۔ اس لئے کہ مقدمہ میں حوالہ کے طور پر ۱۹۹۴ میں مطبوعہ ماخذ کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ۱۹۹۲ کے بعد شائع ہوا ہے۔

ذریعۃ الوصول کا انگریزی ترجمہ :

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے مرتب کردہ نسخہ کو سامنے رکھ کر رفیق احمد عبدالرحمن صاحب نے انگریزی ترجمہ کیا خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ ۱۹۲ صفحات پر زم زم پبلشرز کراچی کی طرف سے شائع ہوا۔ سن اشاعت تحریر نہیں۔

ذریعۃ الوصول سے اخذ کردہ درود و سلام کے مجموعے:

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے بعض مصنفین نے ذریعۃ الوصول سے اخذ کر کے درود و سلام پر مشتمل چھوٹے پاکٹ سائز میں خوبصورتی کے ساتھ مجموعے شائع کروائے ہیں۔

(i) درود و سلام کا حسین مجموعہ:

یہ مجموعہ مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب نے ۱۴۱۷ھ میں کعبۃ اللہ کے سامنے بیٹھ کر ترتیب دیا یہ مجموعہ ۲۵ درودوں پر مشتمل ۸۰ صفحات میں ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے شائع ہوا اور اب بھی علمی کتاب گھر کراچی سے شائع ہوتا رہتا ہے۔

(ii) آپ کی پریشانیاں اور درود شریف میں ان کا حل:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے داماد مفتی منیر احمد اخون صاحب ۲۵ درودوں پر مشتمل ۹۲ صفحات میں کراچی سے کئی بار شائع کرایا۔

(iii) اسماء النبی الکریم ﷺ مع درود شریف:

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے ذریعۃ الوصول سے اخذ کردہ درودوں اور آپ ﷺ کے مبارک ناموں کو جمع کر کے ۱۳ صفحات میں دار المطالعہ حاصل پور بہاولپور سے شائع کیا۔

مولانا محمد طفیل احمد ٹھٹھوی صاحب نے بھی چار مجموعے ذریعۃ الوصول سے اخذ کر کے شائع کروائے۔ پہلا افضل الصلوٰۃ علی سید السادات اردو سندھی ۲۴ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۱ھ میں، دوسرا دار الامان درود شریف درود خمسہ (حصن حصین) اردو سندھی ۱۲ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۰ھ میں اور تیسرا برکات الصلوٰۃ بمعہ فضائل اردو ۱۹ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۳ھ میں اور چوتھا برکات الصلوٰۃ بمعہ فضائل سندھی ۱۶ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۳ھ میں شائع کروائے ہیں۔[50]

۱۵۔ رسالة مختصرة في رد الحجة الجليلة

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے یہ رسالہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی رحمہ اللہ (ت۔ ۱۱۶۱) کی کتاب الحجة الجليلة في رد من قدح بالأفضلية في تفضيل علي على الثلاثة کے رد میں لکھا۔ یہ مختصر رسالہ الحجة القوية في الرد على من قدح في الحافظ ابن تيمية مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۳۲۳ھ کے ص ۳۷ پر حاشیہ میں شائع ہو چکا ہے۔[51]

۱۶۔ شد النطاق فيما يلحق الصريح من الطلاق

علامہ مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب کنز الدقائق میں صریح و کنایہ طلاق کے متعلق موجود ایک فقہی عبارت "الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن والبائن يلحق الصريح لا البائن إلا إذا كان معلقا" کی فقہی جزئیات کی

روشنی میں مفصل شرح لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ طلاق صریح یا طلاق بائن کے بعد دی گئی صریح طلاق تو واقع ہوگی اور طلاق صریح کے بعد دی گئی طلاق بائن بھی واقع ہو جائے گی لیکن طلاق بائن کے بعد دی گئی طلاق بائن واقع نہ ہوگی: رسالہ کے حواشی پر مصنف کے منہیات بھی دیئے گئے ہیں کتاب کا متن ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مصنف نے ۱۱۳۳ھ میں لکھی ہے اور ۲۴ صفحات پر مشتمل ۱۳۰۰ھ میں مطبع مصطفائی میں طبع ہوئی شہر کا نام مذکور نہیں ہے۔ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قلمی نسخہ محمد عمر نامی شخص نے مولانا رفیع الدین صاحب حسنی قادری کے واسطے سے مخدوم غلام محمد (از اولاد مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی) سے حاصل کرکے مخدوم عبدالواحد خان ولد مرحوم محمد مصطفیٰ خان کو دیا جس نے مطبع مصطفائی سے شائع کروایا۔[57]

۱۷۔ الشفاء في مسئلة الراء

علم تجوید سے متعلق یہ رسالہ مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے ۱۱۴۷ھ کے دوران عربی زبان میں مرتب کیا جو صرف راء کی تفخیم (پر اور موٹا پڑھنے) اور ترقیق (باریک پڑھنے) کے متعلق تحقیقی انداز میں تحریر کیا گیا ہے یہ کتاب ایک مقدمہ دو فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر عبدالقیوم بن عبدالغفور سندھی ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ کی تحقیق اور تفصیلی مقدمہ کے ساتھ ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ۱۹۹۹/۱۴۲۰ھ میں مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی سے شائع ہوئی ہے اس کی تقدیم ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل جامعہ ازہر اور تقریظ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے لکھی ہے۔[58]

۱۸۔ فرائض الإسلام

علامہ مخدوم رحمہ اللہ کی ۱۱۷۱ھ میں تحریر کردہ یہ کتاب ایک مقدمہ دو کتابوں (ابواب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اس کتاب میں مسلمانوں پر عائد ہونے والے ایسے فرائض کا تفصیلی بیان ہے جو عبادات سے ایسے معاملات سے متعلق ہیں جن کی مشابہت عبادات کے ساتھ ہے۔ مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ۱۲۶۲ فرائض ذکر کئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد ہے یہ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

(i) فرائض الاسلام محمد صحاف کا ایڈیشن:

محمد صحاف پشاوری نے مفتی عبدالرحیم (تلمیذ مولانا محمد ایوب) کی تصحیح کے ساتھ ۱۲۸ صفحات پر ۱۸۹۰ء/۱۳۱۲ھ میں مطبع حنفی پریس دہلی سے شائع کروایا کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں۔ "چونکہ یہ کتاب نایاب بہت کوشش اور سعی کثیر سے وارثان مصنف سے ہبہ بالعوض لے کر حاشیہ عمدہ و حاشیہ محشی سے بخرچ زر کثیر مزین کرا کر طبع کرائی ہے۔ کوئی صاحب قصد (طبع) نہ فرمائیں او بجائے نفع کے نقصان نہ اٹھائیں، بر رسولاں بلاغ باشد بس"۔

(ii) فرائض الاسلام اخوند محمد آدم کا ایڈیشن:

اخوند محمد آدم کتب فروش قندھاری نے مولوی عبدالرشید محبوب کی تصحیح و کتابت کے ساتھ ۱۲۸ صفحات پر فیروز پرنٹنگ پریس ورکس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا سن تحریر نہیں۔

(iii) فرائض الاسلام بھینڈو شریف کا ایڈیشن :

یہ ایڈیشن ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ میں مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی تحقیق و مقدمہ کے ساتھ عربی کمپوزنگ میں ۱۴۸ صفحات پر مولانا محمد عالم صاحب مدیر مدینۃ العلوم بھنیڈو شریف حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوا۔

(iv) فرائض الاسلام ملا جمعہ آخوند کا ایڈیشن :

یہ ایڈیشن اخوند محمد آدم والے ایڈیشن کا عکس ہے جو ۲۰۰۱ء میں حاجی محمد جمعہ آخوند کانسی روڈ کوئٹہ سے شائع ہوا۔

فرائض الاسلام کے سندھی ترجمے :

(i) علی بن حافظ کا ۱۰۸۷ھ میں تیار کردہ سندھی ترجمہ اس کے دو قلمی نسخہ ڈاکٹر ادریس سومرو صاحب نے دیکھے ہیں اور ان کی فوٹو اسٹیٹ ان کے پاس موجود ہے یہ ترجمہ نہیں چھپا ہے۔

(ii) دوسرا ترجمہ علامہ مخدوم کے بیٹے مخدوم عبداللطیف کا ہے۔ جو قاضی محمد ابراہیم نے مطبع حیدری سے چھپوا کر بمبئی سے شائع کروایا۔

فرائض الاسلام کا اردو ترجمہ :

مولانا محمد عبدالعلیم ندوی رحمہ اللہ جو مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کے بھائی ہیں نے ۱۹۸۲ میں تیار کیا اور ۲۳۶ صفحات پر ۱۹۸۶/۱۴۰۶ھ میں مولانا محمد عالم نے مدینۃ العلوم بھینڈو شریف حیدرآباد سے شائع کیا۔ [54]

۱۹۔ قصائد في مدح النبی ﷺ

علامہ مخدوم رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں آٹھ عربی چھوٹے "مدحیہ قصیدے" تحریر کئے تھے جن کا اتحاف الاکابر میں ثمانیہ قصائد صغار کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ ان آٹھوں قصائد میں سے کوئی بھی قصیدہ تاحال نہیں چھپا۔ ان کے علاوہ ایک عربی قصیدہ سندھی ابیات کی تضمین کے ساتھ قوت العاشقین کے مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

أغثني يارسولَ الله حانتْ ندامتي　　　أغثني يا رسول الله قامتْ قيامتي

اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے۔ میری ندامت کا وقت آیا۔ اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے میری قیامت قائم ہو گئی۔

ڈاکٹر مولانا محمد ادریس سومرو صاحب نے لکھا ہے کہ یہ آٹھوں قصائد ان کے پاس موجود ہیں یہ قصیدہ ان میں سے کسی سے بھی مماثلث نہیں رکھتا اس لئے بعض محققین نے اس قصیدہ کو مخدوم صاحب کی طرف منسوب کرنے میں شک کا اظہار کیا ہے۔ بہر حال یہ قصیدہ سندھی ترجمہ کے ساتھ ۸ صفحات پر سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سے عربی قصیدہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ سال اشاعت تحریر نہیں۔ [55]

۲۰۔ القول الأحمر فی حکم لبس الأحمر

علامہ مخدوم رحمہ اللہ نے ۱۳۶۳ھ میں عربی زبان میں اس کتاب کے اندر سرخ لباس پہننے کا شرعی حکم، حدیث اور فقہی روایات کی روشنی میں بیان کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مولانا محمد ابراہیم تخرمی یاسین والے نے مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے ۳۲ صفحات میں پہلی دفعہ شائع کروایا سن اشاعت تحریر نہیں۔ کتاب کے آخر میں درج ذیل کتب کی اشاعت کا اعلان کیا جو ہنوز نہیں چھپ سکیں۔ (i) تحفة المسلمين في تقدير مهور أمهات المؤمنين (ii) تحفة الإخوان في المنع عن شرب الدخان (iii) حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم آخر الذکر کتاب مکتبہ قاسمیہ کنڈیارو سندھ سے چھپ چکی ہے جس کا پہلے تذکرہ آچکا ہے۔[56]

۲۱۔　كشف الرين عن مسئلة رفع اليدين

دوران نماز رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین (کانوں تک ہاتھ اٹھانا) احناف کے نزدیک منسوخ ہے جبکہ امام شافعی اسے مسنون کہتے ہیں۔ علامہ مخدوم رحمہ اللہ نے احناف کی تائید میں یہ کتاب دو فصلوں پر مرتب کی ہے۔

فصل اول میں وہ احادیث اور آثار جو احناف کی تائید میں ہیں۔ فصل دوم میں ترک رفع الیدین کی احادیث کو رفع الیدین کی احادیث پر ترجیح کی وجوہات اور اسباب ذکر کئے ہیں یہ کتاب ۱۱۴۹ھ میں لکھی ہے۔

مولانا ادریس سومرو ماہنامہ وفاق المدارس میں لکھتے ہیں: "یاد رہے کہ مخدوم صاحب نے کشف الرین ۱۱۴۹ھ میں لکھی جس کے لئے مقدمہ میں لکھتے ہیں: سنة ألف ومائة وتسع وأربعين هجرية۔ پیر جھنڈو کے کتب خانہ میں موجود قلمی کشف الرین میں کاتب سے اربعین کا لفظ تحریرا چھوٹ گیا ہے وہاں خال بھی چھوڑ دیا ہے۔ ادھر بھیڈو شریف والوں نے اسی قلمی نسخہ کے مطابق چھپوایا تو انھوں نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ ہی کسی اور قلمی نسخہ کی طرف مراجعت کی اس لئے ایڈیشن میں اربعین کا لفظ رہ گیا۔ اس لئے اربعین کے لفظ کو چھوڑ کر باقی اعداد کی معنی بنتی ہے گیارہ سو نو، جو تاریخی لحاظ سے غلط ہے، اور خلاف حقیقت بھی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مترجم نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی اور اردو ترجمہ میں بھی یہ غلطی رہ گئی ہے۔ اور ہمارے ایک سکندری فاضل برادر نے اسی بنیاد پر مخدوم صاحب کی علمی شان کی عمارت کھڑی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی سب سے قدیم تصنیف مشہور کتاب کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین ہے جو آپ نے سنہ ۱۱۰۹ھ میں لکھی ہے۔ اور اس وقت آپ کی عمر صرف پانچ سال تھی۔ جبکہ اس کتاب کے مآخذ و مصادر پر نظر ڈالی جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ صرف پانچ سال کا بظاہر چھوٹا بچہ یہ حوالہ جات کہاں سے لا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو مقالہ حضرت مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھوی کی دو تصانیف کا تعارف، سہ ماہی الھدی شمارہ نمبر ۱۱ شاہپور چاکر"۔[57] کشف الرین عربی اردو اور سندھی ترجمہ کے ساتھ بھی شائع ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی کی تحقیق، علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ کی تقدیم اور مولانا عاشق الٰہی البرنی المدنی کی تقریظ کے ساتھ ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ۱۴۲۳ھ میں جامعہ دار الفیوض اسلامیہ کنڈھ کوٹ سندھ سے شائع ہوئی ہے۔

کشف الرین کے اردو تراجم:

(۱) شیخ محمد عبدالقادر لدھیانوی رحمہ اللہ کا ترجمہ جو تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں محدث خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی عنایت واہتمام کے تحت مطبع رحیمی لدھیانہ ہندوستان سے عربی متن کے ساتھ شائع ہوا۔

(ii) محمد عباس رضوی رحمہ اللہ کا ترجمہ ۱۹۷۳ء جو مترجم کے تفصیلی حواشی و تخریج سمیت ضخیم مقدمہ کے ساتھ ۱۸۰ صفحات پر المجدد امام احمد رضا اکیڈمک چوک دارالاسلام گوجرانوالہ کی طرف سے۔

(iii) تحقیق رفع یدین کے نام سے ۱۳۲۱ھ عربی متن کے ۸۰ صفحات پر ۱۹۸۷ء میں پہلی بار مدرسہ مدینۃ العلوم بھنڈو شریف حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوا۔ جس کے شروع میں ترجم مولانا ابوالعلاء محمد عبدالعلیم ندوی رحمہ اللہ کی طرف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق ایک جامع مقدمہ بھی شامل ہے۔

(iv) حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے۔ ایل ایل بی کا ترجمہ ۱۹۹۱ء حافظ صاحب فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا ۱۹۹۱ء میں تیار کردہ یہ ترجمہ ۵۸ صفحات پر عبیداللہ انور اکیڈمی ٹیکسلا پنجاب سے شائع ہوا۔

کشف الرین کا سندھی ترجمہ :

آسان سندھی ترجمہ "نماز میں ہاتھ کھڻڻ" کے نام سے حافظ عبدالرزاق مہران سکندری نے ۱۴۲۱ھ میں تیار کیا جو ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں ۱۱۶ صفحات پر مکتبہ حزب الاحناف جامع مسجد سانگھڑ سندھ سے شائع ہوا۔ اس کتاب پر پروفیسر نثار احمد جان سرہندی کا مقدمہ ایک تقریظ علامہ مفتی محمد جان نعیمی اور دوسری تقریظ ڈاکٹر عبدالرسول قادری کی شامل ہے[58]۔

۲۲۔ اللؤلؤ المكنون في تحقيق السكون

علم تجوید سے متعلق یہ رسالہ مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے ۱۱۳۸ھ میں مرتب کیا اس رسالہ میں مد سکون کا بیان اور اسکے ساتھ ملحقہ مسائل پر علم تجوید کے اصولوں کے مطابق تحقیق کی گئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی کی تحقیق و مقدمہ کے ساتھ ساتھ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ کا مقدمہ اور علامہ محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی تقریظ کے ساتھ ۷۲ صفحات پر مشتمل ۱۹۹۹/۱۴۲۰ میں مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی سے شائع ہوا ہے۔[59]۔

۲۳۔ معيار النقاد في تمييزا لمغشوش من الجياد

مخدوم صاحب رحمہ اللہ نے یہ رسالہ نماز میں دوران قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی تائید میں مخدوم محمد حیات سندھی رحمہ اللہ کے رسالہ " درة في إظهار غش نقد الصرة" کے رد میں تحریر کیا ہے یہ رسالہ مجموعہ خمس رسائل کے ضمن میں دو بار شائع ہو چکا ہے۔ (i) افغانستان سے مولانا شیر احمد غیب کی طرف سے ۱۳۰۳ میں شائع ہوا اس مجموعہ میں معیار النقاد ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ (ii) ادارۃ القرآن کراچی سے ۱۴۱۳ھ میں ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے[60]۔

۲۴۔ الوصية الهاشمية

علامہ مخدوم رحمہ اللہ نے ایک وصیت نامہ عربی میں اپنے دونوں صاحبزادوں مخدوم عبدالرحمٰن ٹھٹھوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۸۲ھ مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۸۹ھ اپنے معتقدین اور طلبہ کے نام لکھا جو دین کی ضروری باتوں کے علاوہ جامع نصائح پر مشتمل ہے

اصل عربی کتاب محمد جان نعیمی کے مقدمہ تحقیق و تخریج اور تعلیمات کے ساتھ ۹۴ صفحات پر ۱۴۱۶ھ میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی سے شائع ہوئی۔

الوصیۃ الهاشمیۃ کے سندھی تراجم:

(i) مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ کا ترجمہ مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھوی جو وصیت نامو کے نام سے ماہوار "نئیں زندگی" کے شمارہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۹ میں شائع ہوا جو آخر سے نامکمل ہے۔

(ii) پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف سموں کا ترجمہ الوصیۃ الهاشمیۃ ۸۴ صفحات پر ۱۹۹۵ء میں الراشد اکیڈیمی کراچی سے شائع ہوا۔ پہلے ایڈیشن میں عربی متن بھی شامل ہے۔[161]

۲۵۔ كفاية القاري في متشابهات القرآن

ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی کی تحقیق سے مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ سے پہلا ایڈیشن ۱۴۱۸ھ / ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۶۔ النور المبين في أسماء البدريين

مولانا سلیم اللہ سومرو کی تحقیق و تعلیق اور مولانا ڈاکٹر محمد ادریس سومرو کی تقریظ کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ کنڈیارو سندھ سے پہلا ایڈیشن ۱۴۳۲ھ میں شائع ہوا ہے۔

۲۷۔ كشف الرمز عن وجوه الوقف على الهمز

اس کتاب پر ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی تحقیق کر رہے ہیں۔

۲۸۔ مظهر الأنوار

اس کتاب پر مفتی محمد جان نعیمی کراچی سے تحقیق کر رہے ہیں۔

۲۹۔ حياة القاري بأطراف البخاري

اس کتاب پر احقر تحقیق کر رہا ہے اور تحقیقی کام تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ اس کتاب کا ایک مخطوط پیر جھنڈو لائبریری حیدرآباد میں ہے ایک نسخہ مکتبہ حرم مکی مکہ مکرمہ میں ہے اور ایک مصنف کے بیٹے مخدوم عبدالرحمن ٹھٹھوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۸۲ھ کے ہاتھ کا نسخہ ہے۔ ان تینوں مخطوطات کو سامنے رکھ کر مخطوطات پر کام کرنے کے بین الاقوامی اصولوں کے مطابق تحقیق و تخریج و تعلیق کے ساتھ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہونے والی ہے۔ ان شاء اللہ

وصال شریف:

علم و عرفان اور معرفت و ایقان کا یہ آفتاب جہاں تاب ۶ رجب المرجب بروز جمعرات ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۱ء کو لاکھوں چاہنے والوں کو الوداع کہہ گیا۔ مکلی شہر ضلع ٹھٹھہ میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ قطعہ تاریخ: میاں محمد رحیم ٹھٹھوی نے لکھا ہے۔

بو حنیفہ عصر خاذل اہل کفر	رخت خود بستہ سوئے جنت شتافت
سال فوتش زخرد جستم بگفت	درجوار مصطفیٰ ماوای یافت (۱۱۷۴ھ)

میاں محمد حسن ٹھٹھوی نے لکھا ہے:

کرد رحلت زعالم فانی	مقتدائے علوم ربانی
گفت تاریخ حاتفم باآہ	جعل اللہ جنۃ مثواہ (۱۱۷۴ھ) (62)۔

حواشی وحوالہ جات:

---

[1]۔ فتح السند، الشیخ ناصر بن محمد الاحمد، الموقع الرسمی لفضیلۃ الشیخ، المحاضرات، https://alahmad.com/view/591.

[2]۔ قرآن مجید کے سندھی ترجمے اور تفسیریں، امیر الدین مہر، ص: ۲۱، قرآن مجید کے سندھی ترجمے اور تفسیریں، از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی ص: ۱۴۵، سندھی زبان میں تراجم اور تفاسیر، از پروفیسر محمد سلیم بحوالہ سیارہ قرآن نمبر ص: ۱۹۵.

[3]۔ انوار علماء اہلسنت سندھ ص 713، تحقیق و تربیت صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے۔ ترتیب و تہذیب محمد عبدالکریم قادری رضوی۔ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور بار اول، ط: 2006.

[4]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۱۰۸،۹۷ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔ ۷۱۹.

[5]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۱۰۸،۹۷ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔ ۷۱۹.

[6]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۱۰۸،۹۷ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔ ۷۱۹.

[7]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۹۷،۱۰۸، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[8]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۹۷،۱۰۸، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[9]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۹۷،۱۰۸، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[10]۔مدح نامہ سندھ (سندھی ترجمہ)، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، مترجم محمد ادریس ڈاہری، سندھی زبان کا بااختیار ادارہ، ص19، حیدرآباد سندھ، 2011۔

[11]۔ انوار علماء اہلسنت سندھ ص 713، تحقیق وترتیب صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے۔ ترتیب و تہذیب محمد عبدالکریم قادری رضوی۔ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور بار اول، ط: 2006۔

[12]۔توہین رسول اور اسلامی قوانین (اردو ترجمہ)، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، ترجمہ و حواشی مفتی ابو محمد اعجاز احمد، ص: ۲۰،۲۱ جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی، 2016، ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[13]۔ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[14]۔ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیبر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔۷۱۹۔

[15]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۷۳ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006۔

[16]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۷۵ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006۔

[17]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۷۶ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006۔

[18]۔شاندار تحفہ، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، ص: ۱۴ اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد اشرف سموں، الراشد اکیڈمی کراچی۔

[19]۔توہین رسول اور اسلامی قوانین (اردو ترجمہ)، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، ترجمہ و حواشی مفتی اعجاز احمد، ص: ۲۰،۲۱ جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی، 2016۔

[20]۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص 157، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006۔

21۔ تحفۃ الکرام (اردو)، میر علی شیر قانع ٹھٹوی، ص۹۹۶، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006ء۔

22۔ تحفۃ الکرام (اردو)، میر علی شیر قانع ٹھٹوی، ص۹۹۷، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006ء۔

23۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: سوانح حیات اور علمی خدمتیں (سندھی)، ڈاکٹر عبدالرسول قادری، ص: ۱۵۸، ۱۵۹ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، 2006ء۔

24۔ ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔ ۷۱۹۔

25۔ اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر مخطوط قاسمیہ لائبریری کنڈیارو سندھ۔

26۔ ماہنامہ وفاق المدارس شعبان / رمضان ۱۴۳۰ھ ص ۲۷۔

27۔ مقدمہ بذل القوۃ، مخدوم امیر احمد عباسی، ص ۱۳، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ۱۹۶۶ء۔

28۔ ماہنامہ وفاق المدارس شعبان / رمضان ۱۴۳۰ھ ص ۲۸۔

29۔ اتحاف الاکابر، قلمی نسخہ، مکتبہ راشدیہ پیر جو گوٹھ، اتحاف الاکابر قلمی نسخہ قاسمیہ لائبریری کنڈیارو۔

30۔ حاشیہ تکملۃ الشعراء از مخدوم ابراہیم خلیل ٹھٹوی، پیر حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ ص ۵۲ تا ص ۵۹ کلھیون کوٹھ وڈن جون (یادیں ان ہستیوں کی)، پیر حسام الدین راشدی، ص ۷۹۳۔ ۸۰۰۔

31۔ حاشیہ تکملۃ الشعراء ص۵۹ کلھیون گوٹھ وڈن جون ص ۸۰۰۔

32۔ مقدمہ بذل القوۃ، مخدوم امیر احمد عباسی، سندھی ادبی بورڈ ص: ۱۱۔

33۔ ماہنامہ وفاق المدارس شعبان / رمضان ۱۴۳۰ھ ص ۲۸۔

34۔ کتاب الفیض الرحمانی باجازۃ الشیخ محمد تقی عثمانی، محمد یاسین الفادانی، دار البشائر الاسلامیہ بیروت طبع اول ۱۹۸۶ء، ص ۹۷۔

35۔ کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین الشیخ محمد ہاشم السندی، تحقیق ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی، ناشر جامعہ دار الفیوض اسلامیہ کنڈ ھکوٹ ۱۴۲۳ھ، ص: ۱۰۱۔

36۔ ماہنامہ وفاق المدارس شعبان / رمضان ۱۴۳۰ھ ص ۲۸۔

37۔ ماہنامہ وفاق المدارس شعبان / رمضان ۱۴۳۰ھ ص ۲۸۔

[38]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۴۔

[39]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۵۔

[40]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۶۔

[41]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۷۔

[42]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۸۔

[43]۔ مقدمہ کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین مخدوم ٹھٹھوی، ڈاکٹر عبدالقیوم بن عبدالغفور سندھی ناشر جامعہ دارالفیوض اسلامیہ کتبہ عثمانیہ جیکب آباد طبع اول ۱۴۲۳ھ، ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ شعبان رمضان ۱۴۳۵ھ ص ۳۸۔

[44]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۲۔

[45]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۳۔

[46]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۳۔

[47]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۴۔

[48]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۵۔

[49]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۷۔

[50]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۴۸۔

[51]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۰۔

[52]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۲۔

[53]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۲۔

[54]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۳۔

[55]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۴۔

[56]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ص ۳۵۔

[57]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ص ۱۵۔

[58]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ص ۱۲۔

[59]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ص ۱۴۔

[60]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ص ۱۳۔

[61]۔ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ص ۱۴۔

[62]۔ ماخوذ باغ باغ، مطبوعہ طیر کراچی بحوالہ انوار علماء اہلسنت سندھ ص۔ ۷۱۹۔